کردار سازی

تحریر: سید عبدالحکیم ایم۔اے (عثمانیہ) دوحہ۔قطر

دنیا کی سب سے زیادہ خوبصورت شئے، سب سے زیادہ گراں قدر اور عزیز شئے پاک سیرت ہے۔ زندگی تربیت گاہ ہے۔ حق تعالیٰ مربی و معلم ہے۔ کردار فرد کیلئے بھی ضروری ہے، سماج اور قوم کیلئے بھی اور پوری نوعِ انسانی کے لئے بھی!!!

کردار کا مطلب ہے نیکی، سچائی، پاسِ عہد، امانت و دیانت، انصاف، رحم، احساسِ ذمہ داری اور حق پرستی ظاہر ہے یہ بہترین اوصاف ہیں۔ یہ اوصاف جس شخص میں ہوں اس کے اعلیٰ انسان ہونے میں کیا شبہ ! کامیابی اس کے قدم چومے گی اور سماج (SOCIETY) اور قوم (NATION) کیلئے اس کا وجود رحمت ہوگا۔ یہ صفات اگر قوم میں عام ہو جائیں تو اس میں اخوت، محبت اور اتحاد کے جذبات پروان چڑھیں گے۔ اس کے الجھے ہوئے مسائل یکے بعد دیگرے حل ہوتے چلے جائیں گے۔ فلاح و کامرانی کی راہ اس کے لئے کھل جائے گی اور دوسری قوموں کیلئے اس کا وجود رحمت ہوگا۔

اس کے برعکس بے کرداری کا مطلب ہے بد دیانتی، عہد شکنی، مکر و فریب، خیانت، دروغ گوئی، ظلم، بے رحمی، حق فراموشی اور احساسِ ذمہ داری کا فقدان ظاہر ہے کہ یہ بدترین اوصاف ہیں۔ جس شخص میں یہ اوصاف ہوں اس کے شیطان صفت ہونے میں کیا شبہ ! ایسا شخص اپنے سماج، اپنی قوم اور نوع انسانی کے لئے وبالِ جان ہوگا۔ کسی قوم میں یہ اوصاف عام ہو جائیں تو وہ دنیا کی دوسری قوموں کے لئے عذاب بن جائے گی۔ اگر یہ صفات اقوامِ عالم میں عام ہو جائیں تو دنیا امن و سکون کی صورت کو ترس جائیگی۔ نوعِ انسانی کی قوتیں باہمی جنگ و جدال میں صرف ہوں گی اور زمین جہنم کدہ بن جائے گی۔

یہ ہے اخلاق و کردار کی اہمیت ! یہ اہمیت ہر دور میں رہی ہے مگر آج کے دور میں اس کی اہمیت پہلے سے کئی گناہ زیادہ ہو گئی ہے۔ آج کے انسان نے علوم و فنون میں غیر معمولی ترقی کر لی ہے۔ مادی ذرائع و وسائل کی بہتات اور سائنس کے غیر معمولی ارتقاء نے اسے بے پناہ طاقت بخش دی ہے وہ آن کی آن میں لاکھوں انسانوں کو تباہ و برباد کر سکتا ہے اور لاکھوں انسانوں کی فلاح و ارتقاء کا سامان بہم پہنچا سکتا ہے۔ وہ زمین اور فضاء سے اٹھ کر خلاء اور سیاروں پر حکمرانی کے خواب دیکھ رہا ہے۔ ذرائع آمد و رفت اور وسائل رسل و رسائل کی سہولتوں نے پوری زمین کو ایک ملک بلکہ ایک علاقہ بنا دیا ہے اور اس علاقہ کا دائرہ اب چاند اور مریخ تک وسیع ہوتا نظر آتا ہے ایسے دور میں اگر اقوامِ عالم

بداخلاق وبدکردار ہوں تو نوعِ انسانی کا کیا حشر ہوگا؟ اس کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

اصلاحِ معاشرہ

توحیدِ معبودیت کی رو سے حق تعالیٰ ہی مالک و حاکم قرار پاتے ہیں اور مستحقِ عبادت ٹھہرتے ہیں۔ ہمارا سر حقیقی مالک و حاکم ہی کے سامنے جھکتا ہے، جس کے آگے ساری کائنات سرنگوں ہے۔ طوعاً و کرھاًاور توحیدِ ربوبیت کی رو سے حقیقی فاعل حق تعالیٰ قرار پاتے ہیں۔ وہی خالق و مالک ہیں، وہی نافع و ضار ہیں، وہی زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں ہمارا ہاتھ ان ہی کے آگے دعا کے لیے دراز ہوتا ہے اور انہی سے ہم مدد و اعانت کیلئے درخواست کرتے ہیں۔ حقیقی غنی کی فقیری ہمیں ساری کائنات سے بے نیاز اور مستغنی کر دیتی ہے۔

دیکھو توحیدِ معبودیت و ربوبیت کا سبق دے کر عرب کے اُمّی معلم ﷺ فداہ امی وامی نے اپنے متبعین کو صفاتِ رزیلہ سے کس طرح پاک اور صفاتِ حمیدہ سے کس طرح مزین کر دیا تھا۔ صفاتِ رذیلہ جن سے تمام علمائے اخلاق قلوب کا تزکیہ چاہتے ہیں اس رباعی میں یوں ادا کئے گئے ہیں :

خواہی کہ دلت شود صاف چو آئینہ! دہ چیز بروں کن از درونِ سینہ
حرص وحسد و بخل و حرام وغیبت کذب و غضب و کبر وریا و کینہ!

ترجمہ : اگر کوئی اپنے دل کو آئینہ کی طرح صاف و شفاف بنانا چاہے تو اسے دس باتوں کا خیال ملحوظ رہے کہ اپنے سینے سے دس باتوں کو نکال دے۔ حرص، حسد، بخل، حرام، غیبت، جھوٹ (کذب) غضب، غرور، ریا اور کینہ پروری۔۔

دیکھو! ان صفاتِ قبیحہ سے قلب کا تزکیہ سقراط کے "طنزیات"، افلاطون کے "مکالمات"، ارسطو کی "اخلاقیات" اور جدید فلسفیوں کے عالمانہ خطبات کے بغیر پڑھے اور سمجھے صرف لا الہ الا اللہ کے مختصر جملہ کو ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے سے کس آسانی سے ہو جاتا ہے۔

جب تک انسان دولت کو اپنی ملک سمجھتا ہے نہ حرص کا اس کے قلب سے تسلط اٹھ سکتا ہے اور نہ بخل و حسد کا جوں ہی اس نے سچے دل سے توحید فی الآثار کا اقرار کیا اور یہ مان لیا کہ :

﴿له مافی السموات وما فی الارض وما بينهما﴾ (طہ : ٦)

ترجمہ : "اللہ ہی کیلئے ہے سارے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے"۔

تو اس نے اپنی مالکیت وحاکمیت کی نفی کی اور حق تعالیٰ کی مالکیت و حاکمیت کا اثبات کیا، حقیقی مالک وحاکم و متصرف حق تعالیٰ کو جانا اور اپنی ذات کو محض "امین" سمجھا، اب اس کی سمجھ میں یہ بھی آگیا کہ حقیقی مالک ہی کو تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے۔ امین امانت کے شرائط کے تحت ہی تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔ اب اگر دولت پر

جو اس وقت اس کی امانت میں ہے کوئی آفت آجاتی ہے تو وہ بحیثیت امین اس کو بچانے کی حتی الامکان کوشش کرتا ہے، اگر بچ نہ سکے تو جانتا ہے کہ مالکِ حقیقی امانت کا اِستر داد چاہتا ہے اور بخوشی وہ اپنی امانت حوالے کر دیتا ہے اس طرح نہ اس کے جانے کا اس کو رنج ہوتا ہے اور نہ اس کے آنے کی خوشی !!! وہ یہ کہہ کر حق تعالیٰ ہی کو اپنا محبوب قرار دیتا ہے اور یکدم رنج و غم، پریشانی و پشیمانی کے تمام احساسات و جذبات سے حقیقی معنی میں نجات حاصل کر لیتا ہے ایسے ہی خوش قسمت کی ذہنیت کو ان الفاظ میں پیش کیا گیا:

﴿لكيلا تأسوا على مافاتكم ولا تفرحوا بما آتاكم﴾ (الحدید: ۲۳) ترجمہ: "یہ کہ جو چیز تم سے جاتی رہے اس کا (حد سے زیادہ) غم نہ کھاؤ، اور جو نعمت اللہ تعالیٰ تم کو دے اس پر غرور سے پھول نہ جاؤ"۔

اس اصول کو سمجھ لینے کے بعد غور کرو کہ وہ شخص حریص کیسے ہو سکتا ہے جو مال و دولت کا حقیقی مالک حق تعالیٰ کو سمجھتا ہے، حرص کے ساتھ بخل و حسد کی بھی جڑیں کٹ جاتی ہیں۔ جب مال و دولت ودیعت و امانت ہیں اور وہ بھی چند روزہ امانت، موت کے وقت یہ ہم سے واپس لے لی جاتی ہیں اور دوسروں کے حوالہ کی جاتی ہیں تو پھر اس علم کے بعد ہماری ذہنیت اس چوہیا کی طرح کیسے رہ سکتی ہے جو بنئے کی دکان کی ساری چیزوں کو اپنی سمجھتی ہے اور اپنے ہی کو مالک و متصرف جان کر بخل و حرص کا شکار بنتی ہے۔ غیر کے مال میں بخل بے معنی ہے، بخل ہوتا ہے اپنے مال میں، مال اپنا نہیں... پھر بخل کیسا؟

حسد کی بنیاد ہی اس خیال پر قائم ہے کہ مالک ہم ہیں، حقدار ہم ہیں، ہم کو نہیں مل رہا ہے دوسروں کو مل رہا ہے، ہم کو کیوں نہ ملے؟ جب مال میرا ہے نہ تیرا بلکہ مالکِ حقیقی کا... تو حسد کس پر؟ حسد و حرص اور اسکے لازمی نتائج درد و حزن، رنج و الم ہیں۔ خیانت فی الامانت کا یعنی شرک کا، جونہی شرک کی جڑیں قلب سے لاالہ الا اللہ کے ذریعہ اکھاڑ کر پھینک دی گئیں اور اس کی بجائے توحید جلوہ افروز ہوگئی۔ انسان ان تباہ کن جذبات کے چنگل سے نجات پا جاتا ہے، حقیقی آزادی کا لطف اٹھاتا ہے، سکون و اطمینان کی دولت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

کبر و فخر و عجب و خود پسندی کی اس قلب میں گنجائش ہی کہاں، جو اپنے کو حاکم نہیں محکوم، مالک نہیں مملوک، رب نہیں مربوب، مولیٰ نہیں عبد سمجھتا ہو۔

اپنی محکومیت و مملوکیت کا یقین جو موحدّ کے دل کی گہرائیوں میں جاگزیں ہے، فخر و غرور کے جذبات کو پیدا ہونے نہیں دیتا۔

اب توحید فی الربوبیت کے قیام و آثار پر غور کرو، جب تم نے فاعلِ حقیقی حق تعالیٰ کو مان لیا۔ لاحول ولا قوة الا بالله کے قائل ہوگئے، نافع و ضار فی الحقیقت اسی کو سمجھنے لگے تو خوف و حزن سے تم نے رستگاری حاصل کرلی، غیر کو نافع و ضار قرار دینے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ تم کو اس سے نفع پہنچنے کی امید ہوتی ہے، اور

اس امید کی شکست حزن و غم کو ضرور طور پر پیدا کر دیتی ہے، اس سے ضرر کا اندیشہ تمہارے سینے کو خوف سے بھر دیتا ہے جو نہی تم نے وہم کے اس بت کو توڑا اور حق تعالیٰ کی اس تنبیہ کو یاد کیا:

﴿ولا تدع من دون الله مالا ينفعك ولا يضرك فان فعلت فانك اذاً من الظالمين﴾(یونس :۱۰۶)
ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو مت پکار، جو نہ تیرا فائدہ کر سکتے ہیں نہ نقصان، پھر اگر تو ایسا کرے (بالفرض) تو بے شک تو بھی ظالموں میں سے ہو گا"۔

غیر اللہ کی ربوبیت تمہارے قلب سے فنا ہو گئی، نفع کی امید، ضرر کا خوف تمہارے سینے سے جاتا رہا اور حزن و خوف سے تم نے ہمیشہ کے لئے نجات پالی۔ ﴿ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون﴾ (احقاف :۱۳) ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر وہ ثابت قدم رہے، تو نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔

ربوبیت پر جہاں تم نے استقامت پیدا کر لی کہ دنیا اور زندگی کے متعلق تمہارا سارا نقطۂ نظر بدل گیا، نقطۂ نظر بدلنا تھا کہ زمین و آسمان بدل گئے۔

ایک وہم تھا، خیال تھا جس نے تمہیں خوف و حزن کی زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا۔ اب تم نے اس خیال کی تصحیح کی، ذهنی صحت تمہیں حاصل ہوئی، نور کی طرف (یعنی اسلامی تعلیم کی طرف) تم نے اپنا منہ کر لیا اور تم اپنے خالق و حاکم کو مخاطب کر کے پکار اٹھے:

(اللهم أسلمت نفسي اليك و وجّهتُ وجهي اليك وفوّضتُ أمري اليك و ألجأتُ ظهري اليك رغبةً ورهبةً اليك لا ملجأ ولا منجا منك الا اليك) (صحاح ستہ)
ترجمہ: "اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور اپنا منہ تیری طرف کیا، اپنے کام تیرے حوالے کئے، اپنی کمر تیرے سامنے جھکا لی، تیرے فضل کی امید میں اور تیری ناراضگی سے ڈر کر، میری پناہ اور نجات کا مرکز تو ہی ہے"۔

نوٹ: رسول اللہ ﷺ سوتے وقت عموماً آخری دعا یہی پڑھتے تھے۔ اس اقرارِ ربوبیت کے ساتھ ہی تم نے اپنے قلب میں طمانیت و راحت محسوس کی، اعتماد و یقین نے خفیہ قوتوں کو جگایا، سارا عالم تمہیں نفع و ضرر سے خالی تمہارے ساتھ تعاون عمل کیلئے تیار، تمہارا رفیق و خادم نظر آئے گا۔ زندگی کے راستے میں تمہارے قدم بیباک انداز میں اٹھنے لگے، تمہارا سینہ کینہ سے پاک ہو گیا کیونکہ تمہارا وہم دور ہو گیا کہ سوائے حق تعالیٰ کے ضرر اور نقصان پہنچانے والا در حقیقت دوسرا کوئی ہو سکتا ہے، جو اس کی آنکھ جس کو دشمن بے رحم دیکھ رہی تھی، ایمان کی آنکھ اس کو حق تعالیٰ کا فرستادہ بتلا رہی ہے۔

اسی وقت غیظ و غضب سے بھی تمہارا نفس پاک ہو گیا، دوست پر غضب کیسا؟ اس یقین کے بعد کہ ہر

آفت، ہر مصیبت سیرت کے کسی نقص کو رفع کرنے آتی ہے۔ معلمِ حقیقی کی طرف سے تنبیہ ہے جو اپنے نقائص کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ ان کی اصلاح کا موقع دیتی ہے۔ ہم کو ظلمت سے نکالتی اور نور کی طرف ہمارا رخ پھیر دیتی ہے، حق تعالیٰ سے جوڑتی اور نفس و شیطان سے توڑتی ہے۔ ہاں!! پھر اس یقین واذعان کے بعد ہمارا سینہ غیظ و غضب کا محل کیسے بن سکتا ہے؟

ریا جو خلق کیلئے اپنے اعمال کی تزیین ہے، اسی وقت ممکن ہے جب مخلوق کو نافع و ضار سمجھا جائے، مخلوق سے توقعات وابستہ ہوں یا ضرر کا اندیشہ ہو، اس وہم کے دور ہو جانے کے ساتھ ہی ریاکاری اور تصنّع و نمائش کی جڑیں کٹ جاتی ہیں۔ عمل صرف حق تعالیٰ ہی کیلئے جاری ہو جاتا ہے۔ خلوص اور للٰہیت کا دریا موجیں مارنے لگتا ہے

کذب و جھوٹ بیانی.... کا محرک یا تو نفع کا حصول ہوتا ہے یا ضرر کے دفع کا خیال یا پھر خود بینی و خود ستائی، کبر و فخر، عجب و ریا۔ ہم نے اوپر پڑھ لیا ہے کہ ربوبیتِ حق ان صفاتِ ذمیمہ کا استیصال کس خوبی سے کر سکتی ہے، اسی لئے موحدّین کے قلب صداقت کا خزینہ ہوتے ہیں وہ وعدوں کے پکے اور قول کے سچے ہوتے ہیں۔ ﴿والموفون بعهد هم اذا عاهدوا﴾ (سورۃ البقرۃ: ۱۷۷)

ترجمہ: "اور وہ اپنے اقرار کو پورا کرنے والے ہوتے ہیں جب وہ عہد کر لیں"۔

اسی طرح غیبت شرک فی الربوبیت کا نتیجہ ہے۔ غیبت کی وجہ یا تو عداوت ہوتی ہے جس کا محرک نقصان و ضرر کا اندیشہ ہوتا ہے یا حسد یا محض کذب سے حاصل ہونے والی شیطانی لذت، ربوبیت کا صحیح علم اور اس پر یقین تمام ذمائم کی بے خطا دوا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر ثابت کیا ہے۔ اللہ کو حقیقی نافع و ضار قرار دے کر عداوت و بغض و حسد سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ الغرض تزکیہ نفس و تصفیہ قلب یعنی سیرت سازی کیلئے سب سے پہلے شرک فی المعبودیت اور شرک فی الربوبیت کی بیخ کنی ضروری ہے۔ "لا" کی شمشیر سے مالکیت، حاکمیت اور ربوبیت ذواتِ خلق (یعنی مخلوق) سے کاٹ دی جاتی ہے اور "الا" سے اس کا اثبات ذاتِ حق میں کیا جاتا ہے۔

اہلحدیث یوتھ فورس جہلم کے زیر اہتمام کوٹلہ آئمہ میں اثریہ فری میڈیکل کیمپ

مورخہ پندرہ اکتوبر بروز جمعہ کو کوٹلہ آئمہ میں اہلحدیث یوتھ فورس کے زیر انتظام اثریہ فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ جس کا اہتمام نیچرو پیتھک سوسائٹی رجسٹرڈ پنجاب نے کیا تھا۔ اس کیمپ میں ۱۳ تجربہ کار ڈاکٹرز نے ڈیوٹی سر انجام دیں۔ اس کیمپ میں ۲۹۰ مریضوں کا چیک اپ کیا گیا اور ان کو فری ادویات فراہم کی گئیں۔ کیمپ کے شروع میں اہلحدیث یوتھ فورس کوٹلہ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عاطف جواد نے کہا کہ ہمارا مقصد اللہ کے دین کی سربلندی اور دکھی انسانیت کی لوجہ اللہ خدمت ہے کیمپ کے آخر میں اہلحدیث یوتھ فورس جہلم کے سیکرٹری جنرل عامر سلیم علوی نے نیچرو پیتھک سوسائٹی کے صدر ڈاکٹر تصور حسین مرزا اور سیکرٹری جنرل ڈاکٹر مظہر اقبال اور تمام اراکین نیچرو کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں انہوں نے اہلحدیث یوتھ فورس کے اراکین رفاقت علی ارشد راجہ، شیخ افضل، اور دیگر ساتھیوں کو کامیاب کیمپ پر مبارکباد پیش کی۔